تاریخ

شہادت حسینؓ

ابوسفیان تائب

خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کے نور نظر، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر، نواسہ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک المناک حادثہ ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے وطن سے کوسوں دور کربلا میں بے یارومددگار عالم غربت میں جس عظیم قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے کنبے کو شہید کرایا۔ تاریخ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

لاکھوں سلام ہوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے غیرت مند، بہادر اور شجاع فرزند پر...... اور اللہ کی بے شمار لعنت ہو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر.....! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کون تھے....؟ اور واقعہ کربلا کا پس منظر اور اس کے اسباب کیا تھے....؟ یہ جاننے کے لئے ہمیں آثار صحابہؓ اور تاریخی شواہد کی روشنی میں اس حادثہ فاجعہ کا جائزہ لینا ہوگا۔

درحقیقت واقعہ کربلا نہ تو کفر و اسلام کا معرکہ تھا اور نہ ہی حق و باطل کا اختلاف بلکہ یہ یہود کی ان سازشوں کا نتیجہ تھا جن کے ذریعے وہ مسلمانوں کی دن بدن بڑھتی ہوئی قوت کو ختم کرنا چاہتے تھے اور مسلمانوں میں ایسے اختلافات پیدا کرنا چاہتے تھے کہ یہ امت عظیمہ ٹکڑوں میں بٹ کر آپس میں دست و گریباں ہو جائے اور دنیا میں سچے دین..... اسلام کی ترقی رک جائے۔

یہود دین اسلام کے ازلی دشمن ہیں۔ ان کی یہ دشمنی اس وقت اور زیادہ بڑھ گئی جب مسلمانوں نے یہودیوں کے مرکز خیبر کو فتح کیا۔ غزوہ خیبر میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے شجاعت و بہادری کے بے مثال جوہر دکھائے اور یہود کی ذلت آمیز شکست کا ذریعہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی اور عرب میں یہود کی سیاسی قوت کا مکمل خاتمہ ہو گیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام یہود کو سرزمین عرب سے نکل جانے کا حکم دیا جس سے ان کے دلوں میں انتقام کی آگ اور زیادہ تیز ہو گئی۔

یہود یہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کی ترقی اور فتوحات کا راز ان کے آپس کے اتفاق و اتحاد میں ہے اور جب تک مسلمان متحد ہیں دنیا کی کوئی طاقت ان پر غالب نہیں آسکتی۔ لہذا انہوں نے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے اور ان کے مثالی اتفاق و اتحاد میں دراڑیں ڈالنے کی سازشیں شروع کر دیں۔ چنانچہ ان مکروہ عزائم میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے یہود کے ایک فرد عبداللہ ابن سبا نے جو یمن کا رہنے والا تھا۔ بظاہر اسلام قبول کیا اور مسلمانوں کا جھوٹا ہمدرد بن کر مسلمانوں میں نسلی اور خاندانی رقابتیں پیدا کرنے لگا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور تک تو اپنے ان ناپاک عزائم کی تکمیل میں وہ ناکام رہا لیکن خلیفہ ثالث سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں آپ کی نرم دلی کو دیکھ کر اس نے محسوس کیا کہ اب اس مشن کو پایہ تکمیل تک

پہنچانا آسان ہے۔ لہذا اس بدفطرت نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف سادہ لوح مسلمانوں کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ اس نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اقربا پروری اور خیانت جیسے جھوٹے اور سنگین الزامات لگائے۔ خلیفہ ثالث کو اس کی ان سازشوں کا علم ہوا تو آپ نے اسے مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ وہ جل بھن کر مدینہ سے نکلا اور سیدھا بصرہ آیا اور پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ اپنے مشن کا آغاز کیا چونکہ ان علاقوں میں اکثریت نئے مسلمانوں کی تھی جن میں سے بہت سے ناپختہ ذہن مسلمان اس منافق اعظم کے فریب کا شکار ہو کر اس کے ساتھ مل گئے۔ پھر اس نے بصرہ سے کوفہ کا رخ کیا اور دمشق سے ہوتا ہوا مصر جا پہنچا۔ مصر کی زمین اسے اپنے کام کے لئے زیادہ زرخیز نظر آئی۔ اس لئے اس نے مصر کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا۔ اس نے مختلف غلط عقائد و نظریات گھڑ گھڑ کر لوگوں میں پھیلانے شروع کر دیئے۔ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب "رجال کشی" کے صفحہ نمبر ۷۱ میں ہے کہ ----" بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ ابن سبا یہودی تھا۔ پھر اسلام لایا اور حضرت علیؓ کی محبت کا دم بھرنے لگا۔ وہ اپنی یہودیت کے زمانے میں موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کے بارے غلو کرتا تھا۔ پھر اس نے حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام کا اظہار کرتے ہوئے حضرت علی کے بارے اسی قسم کی باتیں کہنی شروع کیں۔ عبداللہ ابن سبا پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی کی امامت فرض ہونے کے عقیدے کو مشہور کیا اور ان کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کیا اور انکے مخالفین کو کھلم کھلا کافر کہنا شروع کیا۔"

یہودی النسل منافق اعظم عبداللہ ابن سبا نے حب علی کا جھوٹا لبادہ اوڑھ کر عام مسلمانوں کے دلوں میں دیگر صحابہ کرام کی دشمنی کا بیج بونے کی سر توڑ کوششیں کیں اور ایک ایسا گروہ تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا جس نے خلفاء ثلاثہ کو غاصب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا اوّل حقدار سمجھنا شروع کر دیا۔ حالانکہ خلافت کا مسئلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلیٰ پر کھڑے کر کے خود ہی حل فرما دیا تھا۔ اور اس کی تائید سیدنا علی رضی اللہ عنہ بایں الفاظ فرما چکے تھے۔ کہ جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کا امام بنایا دنیا کے معاملے میں بھی وہی ہمارا امام ہے۔

عبداللہ ابن سبا کی یہ تحریک اس قدر مضبوط ہوئی کہ خلیفہ ثالث کے خلاف بغاوت پر اتر آئی۔ باغیوں کا یہ گروہ مدینۃ الرسول میں داخل ہوا اور انتہائی ظلم و بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلیفہ ثالث، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خالو، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوہرے داماد، سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چالیس دن تک پانی بند رکھا اور خلیفہ وقت پر مسجد نبوی کے دروازے بند کر دیئے۔ اور انکے گھر میں داخل ہو کر دوران تلاوت قرآن خلیفہ ثالث کو انتہائی بے دردی سے قتل کر ڈالا۔ پھر یہی اسلام کے دشمن حب علی کا جھوٹا دعویٰ کر کے شیعان علی میں داخل ہو گئے، مسلمانوں کی جماعت میں مزید تفرقہ ڈالا اور اسی سبائی گروہ نے خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قصاصِ عثمان کے مطالبہ کے پیش نظر بننے والی مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں اپنی سازشوں کے ذریعہ جنگ و جدل کا بازار گرم رکھا، چہار اطراف مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی فتوحات کا سلسلہ رک گیا اور مسلمانوں پر ابتلا کا کٹھن دور گزرا۔ اور آخر کار سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان ہی کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے

شیعہ عبدالرحمن ابن ملجم نے کوفہ کی جامع مسجد کے باہر زہر میں بجھی ہوئی تلوار کا وار کر کے شہید کر دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند اکبر نواسہ رسول سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے عین مطابق مسلمانوں کے چھٹے خلیفہ برحق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک ارشاد کا مصداق بن گئے۔

ان ابنی هذا سيد ولعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين۔

ترجمہ۔ بیشک میرا یہ بیٹا (حسنؓ) سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی باہمی صلح سے سبائیوں کی تمام تدبیریں ناکام ہو گئیں۔ تمام مسلمان آپس میں متحد ہو کر ایک امام و خلیفہ برحق سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پرچم تلے جمع ہو گئے اور تاریخ میں یہ سال عام الجماعت (جماعت کا سال) کے نام سے مشہور ہوا۔ مسلمانوں کا یہ اتفاق و اتحاد سبائیوں کو ایک آنکھ نہ بھایا اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو پھر سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ پر اکسانے لگے مگر مصلح امت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی بہتری کی خاطر ان کی ہر تجویز کو رد فرما دیا جس کے نتیجہ میں ان بد طینت و بد باطن جھوٹے شیعان علی نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ آپ کے نیچے سے جائے نماز کھینچ لی اور ران میں تیر مار کر آپ کو زخمی کیا اور آپ کے بارے میں مذل المومنین (مومنوں کو ذلیل کرنے والے) جیسے توہین آمیز الفاظ استعمال کئے۔ اور آپ کے قتل کے درپے ہو گئے۔ اس سلسلہ میں شیعہ کی مشہور کتاب کافی جلد نمبر ۸ کے صفحہ نمبر ۲۶۰ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی موجود ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے علی! اپنے بیٹوں کو اپنے شیعوں سے بچانا وہ انہیں قتل کر دیں گے۔" مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سبائیوں کی کوئی بات نہ مانی تو انہوں نے آپ کو زہر دلوا کر شہید کروا دیا۔ اب انہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسانا شروع کیا مگر اس کوشش میں بھی وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ چونکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ انتہائی مدبر، حلیم، شجاع اور زیرک حکمران تھے اور خلافت پر آپکی گرفت مضبوط تھی۔ چہار اطراف اسلامی فوجیں فتوحات کے پھریرے لہرا رہی تھیں۔ چونسٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار مربع میل پر پھیلی ہوئی وسیع و عریض اسلامی سلطنت تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کر رہی تھی۔ ہر طرف امن و امان کا دور دورہ تھا۔ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو ایک ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ بیت المال سے ملتا تھا۔ اسلامی سلطنت کی سرحدیں دن بدن پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی مومنانہ اور مدبرانہ قیادت نے اسلامی سلطنت کو دنیا کی مثالی سلطنت بنا دیا تھا۔ اس لئے ان سازشیوں کی سرگرمیاں مدھم پڑ گئیں اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یہ سبائی گروہ سر نہ اٹھا سکا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

کے بعد ان کا بیٹا یزید خلیفۃ المسلمین بنا۔ تمام امت مسلمہ نے باتفاق یزید کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے بخوشی اپنا امیر و امام تسلیم کر لیا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کے بارے میں عامل مدینہ سے سوچنے کی مہلت طلب کی اور مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

• حب اہل بیت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے عیار و مکار شیعان کوفہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی حمایت و تعاون کے خطوط ارسال کرنا شروع کر دیئے۔ شیعان کوفہ نے ان خطوط میں لکھا۔ کہ ہم یزید سے بیزار ہیں اور اس کی بیعت توڑ کر آپ کی بیعت کرتے اور آپ کے لئے جان و مال کی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو نہ تو یزید سے کوئی رقابت تھی اور نہ ہی سیدہ فاطمۃ الزہرا کے نور نظر کے پیش نظر کوئی دنیاوی منفعت تھی۔ نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر سواری کرنے والے اور ہزاروں صحابہ کرام کی صحبت میں بیٹھنے والے نواسہ رسول حکومت و اقتدار کے طالب تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ سے کوفہ کی طرف خروج کا باعث شیعان کوفہ کے وہ ہزاروں خطوط تھے جن میں سبائی گروہ سے تعلق رکھنے والے شیعان کوفہ نے لکھا تھا۔ "کہ یہ عریضہ ہے حسین بن علی کی خدمت میں ان کے شیعوں اور مخلصوں کی طرف سے۔ ہم آپ کے منتظر ہیں جلدی ہمارے ہاں تشریف لائیے۔" اور ایک خط میں انہوں نے لکھا "باغ اور صحرا سرسبز و شاداب ہو رہے ہیں۔ پھل پکے ہوئے ہیں، اگر آپ کوفہ تشریف لائیں تو ایک لاکھ سپاہی آپ کے اشارہ ابرو پر کٹ مرنے کیلئے تیار ہیں۔ ہم رات دن آپ کے تشریف لانے کے منتظر ہیں۔" شیعان کوفہ نے اپنے دو وفد بھی آپکی خدمت میں بھیجے مگر آپ کوفہ جانے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ پھر اہل کوفہ نے تیسرا وفد جو ساٹھ تجربہ کار اور عیار قسم کے افراد پر مشتمل تھا مکہ مکرمہ روانہ کیا۔ انہوں نے آ کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ کے نام کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا واسطہ دے کر کہا کہ اگر آپ ہمارے ساتھ تشریف نہ لائے اور ہماری قیادت نہ سنبھالی تو ہم میدان حشر میں آپ کے نانا جان کے سامنے شکایت کریں گے۔ ان مکار و عیار شیعان کوفہ نے اس قسم کی باتیں کیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کا پختہ عزم کر لیا تو آپ کے قریبی رشتہ داروں اور جلیل القدر صحابہ کرام نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور آپ کے سوتیلے بھائی حضرت محمد بن علیؓ (محمدؒ بن حنفیہ) نے بہت سمجھایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ مکہ مکرمہ سے باہر نہ نکلیے اور کوفہ جانے کا ارادہ ترک کر دیجئے۔ اس لئے کہ کوفی ہمیشہ سے سازشی ذہن رکھتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے آپ کے والد مکرم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور آپ کے برادر مکرم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بے وفائی اور عہد شکنی کی تھی اسی طرح وہ آپ سے بھی غداری کریں گے۔ لیکن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ان جلیل القدر مسلمانوں کے مشورہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مکہ مکرمہ سے اہل و عیال، عزیز رشتہ داروں اور ان ساٹھ کوفیوں سمیت جو آپ کو لینے آئے تھے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی روانگی سے چند روز قبل اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو حالات

معلوم کرنے کیلئے کوفہ روانہ کر دیا تھا اور انکی طرف سے تسلی بخش جواب ملنے کے بعد آپ نے کوفہ کا سفر اختیار کیا تھا۔ دوران سفر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کے قتل کی روح فرسا خبر ملی۔ حضرت مسلم نے شہادت سے پہلے ایک خط سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام لکھا اور عمر بن سعد سے کہا کہ یہ خط میرے برادر بزرگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا جائے۔ حضرت مسلم نے خط میں لکھا تھا کہ میرے بھائی حسین۔۔۔! کوفیوں کے فریب میں نہ آنا، یہی وہ لوگ ہیں جو آپ کے والد کے ساتھی کہلاتے تھے اور جن سے نجات پانے کیلئے آپ کے والد مر جانے یا قتل ہو جانے کی تمنا رکھتے تھے۔ ان کوفیوں نے آپ سے بھی جھوٹ بولا اور مجھ سے بھی جھوٹ بولا۔ (طبری صفحہ ۲۱۱۔ جلاء العیون)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل کے خط کو پڑھ کر واپس پلٹ جانے کا ارادہ کر لیا۔ مگر برادران مسلم نے واپس جانے سے انکار کر دیا کہ ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک اپنے بھائی کے خون کا انتقام نہیں لے لیتے۔ اس کے علاوہ جو ساٹھ کوفی مکہ سے آپ کے ساتھ آرہے تھے۔ انہوں نے کہا۔۔۔! اللہ کی قسم آپ کی بات ہی اور ہے۔ آپ مسلم بن عقیل کی طرح تو نہیں ہیں۔ آپ جب کوفہ پہنچیں گے تو سب لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ (طبری صفحہ نمبر ۲۲۵/ج ۶) سیدنا حسین رضی اللہ عنہ برادران مسلم کی ضد اور ساٹھ کوفیوں کے اصرار پر بے بس ہو گئے۔ اور سوچ و پریشانی کے عالم میں مجبوراً سفر جاری رکھا۔ جب حسینی قافلہ ایک مقام القرعا تک پہنچا جہاں سے ایک راستہ کوفہ اور دوسرا راستہ دمشق کو جاتا تھا۔ اس مقام پر سرکاری فوج کا ایک دستہ عمرو بن سعد کی قیادت میں آپ کو ملا۔ یہاں حضرت عمرو بن سعد جو کہ آپ کے قریبی عزیز ہیں آپ کو سمجھاتے ہیں۔ اور کوفہ والوں کی بے وفائی و دغا بازی سے متنبہ کرتے ہیں۔ دوران گفتگو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ عمرو بن سعد کے سامنے تین شرطیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ یا تو مجھے وہاں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں۔

۲۔ یا مجھے ترکوں کے مقابلہ میں بھیج دو تا کہ ان سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر جاؤں۔

۳۔ یا پھر مجھے یزید کے ہاں لے چلو کہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں پھر میرے متعلق وہ جو مناسب سمجھے فیصلہ کرے۔ (الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۶ جلد ۲)

عمرو بن سعد نے ان تینوں شرائط کی اطلاع ابن زیاد گورنر کوفہ کو دی تو اس نے انہیں یزید کے پاس بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔ اب حسینی قافلہ اور عمرو بن سعد کا دستہ ایک ساتھ دمشق جانے والے راستہ پر چل پڑے۔ عمرو بن سعد کے دستہ میں۔۔۔۔ وہ سینکڑوں کوفی بھی شامل تھے جنہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ آنے کیلئے ہزاروں خطوط لکھے تھے اور حسینی قافلہ میں وہ ساٹھ کوفی موجود تھے۔ جو مکہ مکرمہ سے ساتھ آرہے تھے۔ یہ ساٹھ کوفی بار بار سیدنا حسینؓ کو دمشق یزید کے پاس جانے سے روکتے اور آپ کو مجبور کرتے کہ آپ کوفہ آئیں اور اپنی خلافت کا اعلان کر کے اہل شام سے جنگ کریں۔ لیکن سیدنا حسینؓ اب ان کوفیوں کی دغا بازی اور مکروفریب سے بخوبی آگاہ ہو چکے تھے اس لئے برابر ان کی بات ماننے سے انکار کرتے رہے اور ایک روز ان کوفیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔۔۔۔!

افسوس تم وہی لوگ ہو جنہوں نے میرے والد علی رضی اللہ عنہ کو دھوکہ میں رکھا اور پھر شہید کر دیا۔ پھر میرے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا اور میرے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ بلا کر قتل کرایا۔ سچ ہے جو بھی تمہارے دھوکہ میں آئے وہ بڑا احمق ہے۔ (جلاء العیون)

ابن سعد کے لشکر میں شامل سینکڑوں کوفیوں نے جب یہ دیکھا کہ سیدنا حسینؓ کا دمشق جانے کا ارادہ پختہ ہے اور انکے دستخط شدہ خطوط بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہیں۔ اگر سیدنا حسینؓ دمشق پہنچ گئے اور یزید کی بیعت کر لی تو ہماری سازش ناکام ہو جائے گی اور ہمیں اپنے جرم کی سزا بھگتنا ہو گی تو انہوں نے سوچا کہ ہماری جانوں کی سلامتی اسی میں ہے کہ سیدنا حسینؓ کو کسی طرح یزید کے پاس نہ پہنچنے دیا جائے۔ لہٰذا وہ اپنے اس ارادہ کی تکمیل کے لئے موقع کی تاک میں رہے۔ دس محرم الحرام کو حسینی قافلہ نے کربلا میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ ابن سعد کا دستہ بھی کچھ فاصلہ پر خیمہ زن ہو گیا۔ شیعان کوفہ نے اسی جگہ کو اپنے خطرناک اور شیطانی ارادہ کو پورا کرنے کیلئے مناسب سمجھا اور عصر و مغرب کے درمیان اچانک حسینی قافلہ پر ٹوٹ پڑے اور قافلہ میں موجود مردوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا۔ جو بھی کوئی چھوٹا بڑا بچہ بوڑھا سامنے آتا بے دردی سے قتل کر ڈالتے۔ پھر انہوں نے خطوط ضائع کرنے کیلئے خیموں کو آگ لگا دی اور آخر کار ان روسیاہ بدبختوں نے سیدہ فاطمۃ الزہرا کے نور نظر، سیدنا علی المرتضیٰ کے لخت جگر، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین نواسے کو غریب الوطنی کی حالت میں انتہائی بے دردی و سنا کی سے شہید کر ڈالا۔ لاکھوں رحمتیں اور کروڑوں سلام ہوں شہید کربلا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات پر اور بے شمار لعنتیں ہوں سیدنا حسینؓ کے قاتلوں پر۔ آمین۔ واقعہ کربلا کے بارے میں دجل و تلبیس سے سینکڑوں جھوٹی روایات بیان کی گئی ہیں۔ جو سب کی سب جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ ان روایات کو بیان کرنے والا سب سے پہلا راوی ابو مخنف لوط بن یحییٰ واقعہ کربلا سے تقریباً چالیس سال بعد پیدا ہوا۔ اس راوی ابو مخنف لوط بن یحییٰ کے متعلق ائمہ رجال برملا کہتے ہیں کہ وہ متعصب شیعہ تھا اور کذاب تھا۔ ہم یہاں پر واقعہ کربلا کی عینی شاہد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ محترمہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ایک خطبہ نقل کرتے ہیں۔ جس سے واضح ہو گا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل و عیال کو شہید کرنے والے شیعان کوفہ ہی تھے۔ حادثہ کربلا کے بعد جب قافلہ حسینی کے زندہ بچ جانے والے افراد کوفہ پہنچے تو کوفہ کے مردوں اور عورتوں نے رونا پیٹنا اور ماتم کرنا شروع کر دیا تو سیدہ زینبؓ نے کوفہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔۔۔۔! اے اہل کوفہ، اے اہل غدر و مکر و حیلہ! تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو! حالانکہ خود تم نے ہمیں قتل کیا ہے۔ ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا رونا بند نہیں ہوا۔ اور تمہارے ستم سے ہماری فریاد و نالہ ساکن نہیں ہوا۔ تم نے اپنے لئے آخرت میں ذخیرہ بہت خراب بھیجا ہے اور اپنے آپ کو ابدالآباد جہنم کا سزاوار بنایا ہے۔ تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو حالانکہ تم خود ہی ہمارے قاتل ہو۔ تمہارے ہاتھ قطع کئے جائیں اے اہل کوفہ تم پر لعنت ہو۔ تم نے جگر گوشہ رسول کو قتل کیا۔ اور پردہ دار اہل بیت کو بے پردہ کیا۔ کس قدر فرزندان رسول کی تم نے خونریزی کی اور حرمت کو ضائع کیا۔ (جلاء العیون۔ ملا باقر مجلسی شیعہ)

واقعہ کربلا کے دوسرے عینی شاہد، شہید کربلا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت علی بن حسین زین

ابدین کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

شیعہ کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی صفحہ نمبر ۱۵۸ میں ہے۔۔۔! جب بیمار زین العابدین اپنی مستورات کے ساتھ کربلا سے چلے تو کوفہ کی عورتیں اپنے گریبان چاک کر کے ماتم اور بین کرنے لگیں اور کوفہ کے مرد بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت زین العابدین نے فرمایا..... یہ کوفہ کے لوگ روتے ہیں مگر ان کے سوا ہم کو قتل کس نے کیا....؟ اور فرمایا....! اے لوگو میں تم کو قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ تم نے میرے والد کو خط لکھے اور ان کو فریب دیا۔ ان کو پختہ عہد و پیمان بیعت کا دیا پھر تم نے ان سے لڑائی کی اور رسوا کیا۔ ہلاکت ہو تمہارے لئے تم کس آنکھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو گے جب وہ فرمائیں گے تم نے میری اولاد کو قتل کیا اور میری بے حرمتی کی تم میری امت میں نہیں ہو۔۔۔ (احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۹)

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی کربلا میں مظلومانہ شہادت کی کڑیاں یہود کی اس سازش سے جاملتی ہیں جس کے ذریعہ ان بدبخت اور لعنتی لوگوں نے اپنی منافقانہ چالوں سے امت مسلمہ کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ ان کی یہ تحریک ابتدا میں صرف سیاسی تھی جس کے ذریعہ انہوں نے مسلمانوں کے مضبوط مرکز کو کمزور کرنے کی سر توڑ کوششیں کیں۔ اور شہادت حسینؓ کے بعد اس تحریک کو مذہبی رنگ دے کر جھوٹے، غلط اور باطل نظریات و عقائد کا حامل خلاف اسلام ایک نیا جھوٹا مذہب ایجاد کر کے امت کو قیامت تک کیلئے کئی حصوں میں تقسیم کر دیا۔ یہود کے ان ایجنٹوں نے خانوادہ علیؓ پر مسلسل تلوار چلا کر خیبر میں اپنی ذلت آمیز شکست کا انتقام لیا اور پھر خاندان اہل بیت کے قتل جیسے ناقابل معافی جرم کو چھپانے کیلئے حب اہلبیت کا جھوٹا دعویٰ کر کے جھوٹے شیعان علی کا لبادہ اوڑھ لیا۔

بقیہ از صفحہ ۴۰

امیدواروں کو جو چیف پائلٹ الوسٹی گیٹر کے منصب کے لئے درکار تجربہ رکھتے ہیں نظر انداز کر کے دیا ہے۔ ڈائریکٹر جنرل سول ایوی ایشن اتھارٹی (ایسا کرتے) سول ایوی ایشن کے حفاظتی معیارات پر کمپرومائز کر رہے ہیں جو اس کی بنیادی ذمہ داری ہے' یعنی سول ایئرلائنوں کے ذریعے فضائی سفر کرنے والے مسافروں کی حفاظت۔

ایئر کموڈور ریٹائرڈ رشید احمد بھٹی جو اس منصب کے لئے ضروری اہلیت نہیں رکھتے اور اس لئے وہ پہلی مرتبہ انٹرویو میں طلب نہیں کئے گئے اور دوسری مرتبہ انہیں واضح طور پر مسترد کر دیا گیا اس پر مستزاد ان کی نااہلی جس کا ثبوت حال ہی میں حزب اختلاف کے طیارے کے حادثہ کے سلسلے میں تحقیقات کر کے انہوں نے دیا ہے۔ ایسی کون سی اہلیت رکھتے ہیں جس کے باعث ان کا تقرر کیا گیا۔ اس کا ایک جواب تو یہ ملتا ہے کہ ان کی قرابت داری بانی "سلسلہ احمدیہ" یعنی فتنۂ قادیانیت پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی سے جاملتی ہے۔

قادیانیوں کے سابق خلیفہ مرزا ناصر احمد ان کے ماموں ہوتے ہیں اگر محض ایسی اہلیت کی بنیاد پر حساس مناصب پر تقرر ہوتے رہے تو پھر طیاروں میں پیٹرول خشک ہوتے رہیں گے۔

انٹی کرپشن کمیٹی کی سفارش پر سی اے اے کے ڈائریکٹر جنرل انور محمود کے خلاف کارروائی کر کے انہیں برخواست کیا جاچکا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ موجودہ ڈائریکٹر جنرل سابقہ ڈی جی کے فیصلوں اور ان کی لابی کے اہم افراد کے تقرر کو بھی برقرار رکھیں جن کا تقرر بھی خلاف قاعدہ کیا گیا ہے اور جن کی اہلیت اور ملک کے ساتھ وفاداری بھی ان کے عقائد کی وجہ سے مشکوک ہے۔

* *

(بہ شکریہ "تکبیر" رجولائی ۹۴ء)